۷۰واں باب

اور چاند شق ہو گیا

شق القمر کا اصل واقعہ کیا تھا؟	۳۳۷
کیا یہ نبی ﷺ کا معجزہ تھا؟	۳۳۷
کیا قرآن میں چاند کے پھٹنے کی بات مستقبل میں قیامت کا منظر ہے؟	۳۳۸
عقلیت پرستوں کا سوال	۳۳۹
اتنا بڑا واقعہ دنیا کی ساری قوموں نے کیوں نہیں دیکھا؟	۳۳۹
کیا سائنس چاند کے پھٹنے کے امکان کو رد کرتی ہے؟	۳۴۱
تاریخ و نجوم کی کتب میں شق القمر کا تذکرہ کیوں نہیں ہے؟	۳۴۲
اس واقعہ سے پروردگار عالم کا مقصود کیا تھا؟	۳۴۲
چاند کا دو نیم ہونا اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتمامِ حجت کا اشارہ ہے	۳۴۶

۷۰واں باب

اور چاند شق ہو گیا

پچھلے باب میں آپ نے سورۃ الانبیاء کے مطالعے میں اس بات کو نوٹ کیا کہ اللہ رب العالمین نے اس سورۃ کے پہلے حصے میں اہلِ مکہ کو نبی ﷺ کی بشریت پر اُن کے اعتراضات کا جواب دیا کہ رسول ایک انسان ہی ہوتا ہے کوئی مافوق البشر ہستی نہیں ہوتا، پھر دعوتِ توحید اور آخرت پر اُن کے شبہات اور اعتراضات کو دل سوزی کے ساتھ استدلال کے ذریعے دور کیا۔ سورۃ کے دوسرے حصے میں اٹھارہ نبیوں کے نام بنام تذکرے سے مخالفین پر واضح کیا کہ تم سے پہلے بھی کئی قوموں نے شرک پر اڑنے کی حرکت کی اور تمھاری ہی طرح کے توحید و رسالت پر اعتراضات کیے یہاں تک کہ اُنھوں نے عذاب کا مزا چکھا۔ اِن انبیاء کے تذکروں میں نبی ﷺ اور اہلِ ایمان کے لیے استقامت کے ساتھ کام کیے جانے کی نصیحت بھی شامل ہے۔ منکرین کو باور کرایا گیا کہ اس دعوت حق کی مخالفت کے نتیجے میں دنیا میں بھی اللہ کا عذاب ٹوٹ سکتا ہے جو ہر حال میں مسلط ہونے والے آخرت کے عذاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اٹھارہ نبیوں کے تذکرے کے اختتام پر بیان کیا گیا کہ سارے نبی اور اُن کے ماننے والے ایک ہی اُمّت ہیں، إِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً۔ سورۃ کے تیسرے اور آخری حصے میں روئے سخن قریش مکہ کی طرف پھر جاتا ہے اور مختصر انداز میں دعوت کا اعادہ اور اتمام حجت ہوتا ہے۔

پچھلے سال نازل ہونے ولی قرآنی تنزیلات میں بس یہی ایک سورہ ہے لیکن مناسب طویل اور دعوت و تزکیے کے پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہوئی ہے۔ اب یہ آٹھواں سال شروع ہے، تاحال نازل شدہ قرآن سے مؤمنین کی تربیت و تزکیے کا کام جاری ہے، اسی اثنا میں، اغلباً اُس برس کے آغاز ہی میں چاند کے ٹکڑے ہو جانے کا واقعہ پیش آتا ہے، اگرچہ بعض علماء کا گمان ہے کہ یہ نبی ﷺ کا معجزہ ہے مگر اس واقعے کے فوراً بعد نازل ہونے والی سورۃ القمر میں اللہ تعالیٰ اسے صرف قیامت کی نشانی بیان فرماتے ہیں اور معجزہ نہیں قرار دیتے۔ سیرت کے مباحث میں اس واقعے کی بہت اہمیت نہیں، سیرت کی الرحیق المختوم [مبارکپوریؒ] اور حیات رسولِ اُمّی [خالد مسعودؒ] جیسی مستند اور معروف تصانیف میں اس واقعے کا سرے سے تذکرہ ہی نہیں ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ جب ہم سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ پورے قرآن کی تنزیل کے ساتھ کر رہے ہیں تو یہ ایک لازمی مبحث ہے۔

شق القمر کا اصل واقعہ کیا تھا؟

شق القمر یعنی چاند کا پھٹنا، عام اردو بول چال میں جسے 'چاند کے دو ٹکڑے ہونا' بھی کہتے ہیں۔ احادیث میں اس واقعے کی تمام روایات پر نظر ڈالیں تو جزوی اختلافات سے قطع نظر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ ہجرت سے تقریباً پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے یعنی سن آٹھ نبوی کا واقعہ ہے۔ ظاہر ہے یہ تو وہ زمانہ ہے جب بنو عبدالمطّلب مقاطعہ [محرم ۷ نبوی تا محرم ۱۰ نبوی] کے مقابلے کے لیے شِعبِ ہاشم [المعروف بہ شِعبِ ابی طالب] میں جمع ہو کر رہائش پذیر تھے۔ تاہم یہ واقعہ روایت کرنے والوں نے منٰی کے میدان میں چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا۔ چودھویں کی شب تھی چودھویں کا چاند، ماہِ کامل بس ابھی طلوع ہی ہوا تھا کہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یکایک وہ پھٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا [کسی دھماکے یا ارتعاش کا کسی روایت میں ذکر نہیں ہے] اور سر کی آنکھوں نے بالکل واضح طور پر لمحے بھر کے لیے اُس کا ایک ٹکڑا سامنے کی پہاڑی کے ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف دیکھا۔ پہلے دونوں ٹکڑے جدا ہو کر ایک دوسرے سے دور ہوئے اور پھر دوبارہ باہم جڑ گئے۔ نبی ﷺ اس وقت منٰی میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے لوگوں سے فرمایا دیکھو اور گواہ رہو! منکرین نے کہا کہ محمدؐ نے ہم پر جادو کر دیا تھا اس لیے ہماری آنکھوں نے دھوکا کھایا۔

اُن ہی میں سے دوسرے لوگوں نے کہا کہ محمدؐ ہم پر جادو کر سکتے تھے، دنیا کے تمام انسانوں پر تو نہیں کر سکتے۔ مکہ کے تاجر جو قافلوں کے ساتھ تجارتی اسفار پر باہر گئے ہوئے ہیں، اُن کو آنے دو، اُن سے تصدیق کریں گے کہ کیا انھوں نے بھی اس رات چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے؟ باہر سے جب کچھ لوگ آئے تو انھوں نے شہادت دی کہ وہ بھی یہ منظر دیکھ چکے ہیں ۔

وہ قصے جو عوام میں مشہور ہیں کہ رسول اللہؐ نے انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا اور وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور یہ کہ چاند کا ایک ٹکڑا رسول اللہ ﷺ کے گریبان میں داخل ہو کر آپؐ کی آستین مبارک سے نکل گیا، تو یہ بالکل ہی بے اصل ہیں۔

کیا یہ نبی ﷺ کا معجزہ تھا؟

نہ جانے کن بنیادوں پر کچھ لوگوں نے یہ گمان کیا کہ یہ نبی ﷺ کا ایک معجزہ ہے اور ان کے گمان کے مطابق یہ معجزہ کفار کے مطالبہ پر دکھایا گیا تھا۔ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔ قرآن مجید سے بڑی اور کون سی

شہادت ہو سکتی ہے جو اس واقعہ کو نبی ﷺ کی رسالت کی نہیں بلکہ قربِ قیامت کی نشانی کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ کفار نے آپؐ سے بہت سے مطالبات کیے جن کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے اور ہر جگہ اُن کی من پسند نشانیاں دکھانے سے قرآن انکاری رہا اور اُن کو آفاق و انفس میں غور کر کے توحید و آخرت کی حقیقت کو پانے کی نصیحت کرتا رہا۔ یہ بھی آفاق کی ایک غیر معمولی نشانی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کو ہر گز اپنے معجزے کے طور پر پیش نہیں کیا، اِس کا ظہور کسی اعلان و تحدی کے بغیر ہوا۔ قرآن نے منکرینِ مکہ کے بے شمار بے سر و پا مطالبات و اعتراضات نقل کیے ہیں، یہ کہیں ذکر نہیں آیا کہ کفار نے نشانی کے طور پر کبھی 'چاند کے پھٹ جانے' کا مطالبہ کیا ہو جو ظاہر ہوئی، اس واقعے کا ظہور اُن کی طرف سے کسی مطالبے کے بغیر ہوا تاکہ کفار کو آخرت کے بارے میں پیش آمدہ اشکالات کا جواب مل جائے۔ پہاڑوں سے متعلق ان کا جو سوال قرآن میں نقل ہوا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہاڑ جیسی بڑی چیز کو غیر فانی سمجھتے تھے، چاند تو پہاڑوں سے بھی بہت بڑی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شق قمر کی نشانی دکھا کر ان پر واضح کر دیا کہ کوئی بھی چیز خواہ وہ کتنی ہی عظیم ہو غیر فانی نہیں ہے اور نہ ہی غیر متزلزل، ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تابع فرمان ہے۔ اللہ جب چاہے گا پوری کائنات کو درہم برہم کر کے رکھ دے گا۔ احادیث و روایات کی روشنی میں اس واقعے کو ہم اگلے باب میں سورۃ القمر میں اس کے تذکرے کے دوران دیکھ سکیں گے۔

کیا قرآن میں چاند کے پھٹنے کی بات مستقبل میں قیامت کا منظر ہے؟

مستقبل میں قیامت اور احوالِ قیامت اتنے یقینی ہیں جتنی کسی انسان کے لیے اُس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرتی ہوئی یا گزری ہوئی کوئی بات یقینی ہوتی ہے۔ چناں چہ قیامت کے یقینی اظہار کے لیے قرآن کریم میں جا بجا، زمانہ حال یا ماضی کا پیرایہ استعمال ہوا ہے، اس کو نظیر بنا کر بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ، تو قیامت کے دن پیش آنے والے واقعہ کی خبر ہے۔ جس کو ماضی کے صیغہ سے اس کی یقینی واقع ہونے کے اظہار کے لیے بیان فرمایا گیا ہے۔ اِن حضرات کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ جائے گا۔ اس طرح کی باتیں اکا دُکا پہلے بھی لوگوں نے کہی ہیں، مگر وہ اخلاص کے ساتھ ایک بات کو سمجھنے کی کوشش میں غلطی کھا رہے تھے۔ مگر آج کے دور [۲۰۱۷ء] میں اس بات کا اظہار اُن عقلیت پرستوں کی جانب سے ہو رہا ہے جو وحی کے مقابلے میں عقل کی برتری کے قائل ہیں اور اسلام کو سیکولر اور لبرل بنانے کے چکر میں ذہنی ورزشیں کرتے رہتے ہیں۔ اِن معانی کو قبول کرنے میں

اس آیہ مبارکہ سے متصل اگلی آیتیں حائل ہیں۔ اس کا تو ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ قیامت میں پیش آنے والے واقعات قرآن میں متعدد جگہ ماضی کے پیرائے میں بیان ہوئے ہیں، لیکن یہاں یعنی **سُوْرَۃُ الْقَمَر** کے پہلے پیراگراف کی پہلی آیت میں یہ مستقبل کی خبر بہ اسلوبِ ماضی تسلیم کرلی جائے تو اسی پیرے گراف کی بالکل اگلی آیات بے جوڑ ہو جاتی ہیں۔ آگے فرمایا گیا ہے کہ ' یہ منکرین خواہ کوئی سی نشانی دیکھ لیں، بات مان کر نہ دیں گے۔ اور کہیں گے یہ تو قدیم زمانے سے چلا آنے والا جادو ہے' غور کیجیے کہ چاند کے پھٹنے یا ٹکڑے ہونے کا تعلق قیامت سے ہوتا تو اس کے بعد یہ بات بالکل بے جوڑ ہے، کیا الٰہ العالمین کے کلام میں یہ توقع کی جا سکتی ہے، **نعوذ باللہ من ذلک** ۔ قیامت کے دن تو کٹر سے کٹر سیکولر اور دہریہ بھی قیامت کے وقوع کو جادو نہ کہہ سکے گا [یہ ایک عجیب بات ہے کہ وحی سے اُتری کوئی بھی بات اگر اِن کی محدود عقل میں نہ سمائے تو اُس کا انکار ہوتا ہے اور جادو جیسی بے اصل چیز اور غیر عقلی چیز پر سارے سیکولر، دہریے اور لبرل یقین رکھتے ہیں، یاللعجب !!] بلکہ جب وہ واقع ہو گی تو یہ سارے جدید و قدیم منکرین اس بات کو تسلیم کریں گے کہ رسولوں نے وحی کے ذریعے جو خبر دی وہ سو فی صد سچی نکلی۔ چناں چہ قران کے اسی پیرے گراف کی اگلی آیہ مبارکہ میں بیان بھی ہو رہا ہے کہ '**یَقُوْلُ الْکٰفِرُوْنَ ہٰذَا یَوْمٌ عَسِرٌ**' یعنی: اس دن کافر کہیں گے کہ یہ تو بڑا ہی کٹھن دن آ گیا۔

عقلیت پرستوں کا سوال

عقلیت پرستوں کی جانب سے اور شک میں مبتلا اذہان کی جانب سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا سچ مچ اس طرح کا کوئی واقعہ نبی ﷺ کے عہد میں پیش آیا بھی ہے، تو جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کا ایک ایک لفظ خالقِ کائنات، الٰہ العالمین کی جانب سے نازل کردہ ہے تو وہ جانتے ہیں کہ قرآن کے الفاظ سے اس واقعے کے نبی ﷺ کی زندگی میں واقع ہونے کی اطلاع ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جب آپؐ دعوتِ توحید پر مامور تھے، چاند کے شق ہونے کا واقعہ پیش آیا تھا اور صحیح احادیث میں جو تفصیل ہمیں ملتی ہے، اُس سے بھی اسی واقعے کی تائید ہوتی ہے۔ بلاشبہ صورت واقعہ اور اس کی تفصیل کے بارے میں تو احادیث ضرور مختلف ہیں، لیکن چاند کے ٹوٹنے کے بارے میں اِن کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اتنا بڑا واقعہ دنیا کی ساری قوموں نے کیوں نہیں دیکھا؟

قرآن کے صریح بیان کردہ واقعے پر ایک یہ اشکال بھی پیش کیا جاتا ہے کہ اس طرح کا کوئی واقعہ پیش آیا

ہوتا تو زمین پر آباد دوسری قوموں کی تاریخ میں بھی اس کا تذکرہ ملتا۔ ہم جانتے ہیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن ساری زمین پر نہیں دیکھا جاتا بلکہ ایک گرہن محدود علاقے میں دیکھا جاتا ہے، لہٰذا ساری زمین پر سب قوموں کے دیکھنے کی بات تو بے کار ہے۔ پوری روئے زمین پر اُس وقت صرف عرب اور اس کے مشرقی جانب کے ممالک ہی میں چاند نظر آ رہا تھا۔

پہلے زمانے میں یعنی اس صنعتی اور سائنسی انقلاب سے پہلے آج سے دو ڈھائی سو برس قبل تک نہ انسان نے سٹیلائٹس بنائے تھے اور نہ ہی اُس کے پاس رصد گاہیں تھیں جو زمین کے چپے چپے کی نگرانی کرتیں اور وسیع آسمان میں سورج چاند ستاروں میں ہونے والے انشقاق و واقعات اور ستاروں کی ٹوٹ پھوٹ اور نئے اجرامِ فلکی اور نظام ہائے شمسی کی پیدایش و اموات کا ریکارڈ رکھتیں اور نہ ہی کمپیوٹر، انٹرنیٹ، موبائل فونز وغیرہ تھے کہ زمین یا انسانی پہنچ کے اندر کائنات میں کسی بھی انشقاق، انفصال اور اتصال کو ریکارڈ کیا جاسکتا اور آناً فاناً سارے انسانوں تک اُس کی اطلاع پہنچ جاتی۔ بغیر کسی آلے کے سر پر لگی محدود استطاعت والی انسانی آنکھ سے ایک واقعہ کچھ لوگوں نے دیکھا اور اُسی وقت وہ رپورٹ ہوا اور اربوں انسان اس کو گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال سے رپورٹ کرتے چلے آرہے ہیں، اس واقعے کا ایسا ہی کوئی انسان انکار کرسکتا ہے جو نہ تاریخِ انسانی سے واقف ہو اور نہ ہی اُسے سائنسی استدلال کے طریقے کی کبھی ہوا لگی ہو۔

تقریباً ڈیڑھ ہزار برس قبل جب بنو مطّلب شعب ہاشم میں مقاطعہ کا مقابلہ کر رہے تھے اور اُس رات جس رات آپؐ اس دوران منٰی کے میدان میں تھے، رصد گاہیں [Space Obser-vatories] اس حد تک ترقی یافتہ تو کجا، سرے سے وجود ہی نہ رکھتی تھیں کہ وہ چاند میں پیش آنے والے اس واقعہ کا نوٹس لیتیں اور اس کو ریکارڈ پر لے آتیں۔ آج کے دور میں جہاں تک انسان کی رسائی ہے وہاں تک کائنات کے اندر اس طرح کے تغیرات کی تحقیق کے لیے بین الاقوامی ادارے اور رصد گاہیں وجود میں آگئی ہیں، اس وجہ سے کوئی ایک رصد گاہ اس طرح کے واقعے کے ظہور کی اطلاع دیتا ہے تو اس کی تصدیق و اصلاحِ نوعیت واقعہ کے لیے فوراً ساری دنیا کے تحقیقاتی مراکز اپنے مشاہدات کو رپورٹ کر دیتے ہیں اور سائنسی اطلاعاتی نظام برق کی رفتار سے بھی زیادہ تیزی سے اس کی اطلاع دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا دیتا ہے۔ پہلے ریسرچ اور انفارمیشن کے یہ وسائل موجود نہیں تھے اس وجہ سے اس کی خبر ایک خاص دائرے ہی میں محدود رہ تی تھی لیکن یہ دائرہ نہایت ثقہ لوگوں کا ہے اس وجہ سے نفس واقعہ کی تکذیب کی کسی صحیح العقل سے ممکن ہی نہیں ہے۔

کیا سائنس چاند کے پھٹنے کے امکان کو رد کرتی ہے؟

یہ سوال اور اسی طرح کے سینکڑوں سوالات مثلاً کیا انسان کا چاند پر آنا جانا ممکن ہے؟ کیا زندہ انسان کے سینے میں اُس کا دل نکال کر دوسرے انسان کا دل لگا دینا ممکن ہے؟ آج سے دو ڈھائی سو برس یا سو برس قبل تک تو یہ سوال کسی انسان کی جہالت کی ہر گز دلیل نہیں تھا مگر اب معاملہ ایسا ہی ہے۔ سیاروں کی ساخت کے بارے میں جدید انسان کو یہ بات معلوم ہے کہ ایک کرّہ کے اندر کی آتش فشانی یا کسی بھی نوع کے تعامل کے نتیجے میں ایسا زبردست انفجار [انتہائی طاقت ور دھماکہ] ممکن ہے کہ سیارے کے دو یا متعدد ٹکڑے دور تک چلے جائیں، اور پھر اُس توانائی کے منتشر اور استعمال ہو جانے کے بعد اپنے مرکز کی مقناطیسی قوت کے سبب سے وہ ٹکڑے دوبارہ آملیں۔

نئی نئی تحقیقات سے یہ انکشافات آج ہمارے سامنے آرہے ہیں اور سائنسی شواہد کی بنیاد پر تسلیم شدہ ہیں کہ ماضی میں ہمارے کرۂ ارض کے بعض علاقے جو ہزاروں میل دور تھے، اب آپس میں جُڑے ہوئے ہیں اور اسی طرح جو آج دور ہیں وہ زمانہ قبل تاریخ ملے ہوئے تھے، اور اہلِ سائنس اس بات پر مطمئن ہیں کہ یہ سارے کام انشقاق، انفصال و اتصال [پھٹنے، دور ہو جانے اور قریب آجانے] کا نتیجہ ہیں۔ اگر اپنی زمین کے بارے میں لوگ اس انشقاق، انفصال و اتصال کے قائل ہیں تو آخر چاند کے بارے میں کیوں نہیں ہو جاتے۔ مانا کہ زمین کے بارے میں شواہد سائنسی بنیادوں پر ہیں مگر چاند کے بارے میں ان شواہد کا نہ ملنا کسی سائنسی دلیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس مجبوری کی بنیاد پر ہے کہ انسان کو جو تصرف زمین پر مشاہدے کے لیے حاصل ہے، وہ ظاہر ہے ابھی چاند پر نہیں ہے۔ کل تک انسان چاند پر نہیں پہنچا تھا آج پہنچ چکا ہے، امکان ہے کہ کل اس کو وہ تصرف بھی حاصل ہو جائے جو آج سے ڈیڑھ ہزار برس قبل چاند کے پھٹنے اور پھر دور ہو کر ملنے کی تصدیق کر سکے، خالقِ کائنات، جس نے انسان سمیت ساری کائنات کو پیدا کیا، اُس کی بات کو، قرآن مجید کی خبر کو اور دنیا کے ثقہ ترین انسانوں کے آنکھوں دیکھے واقعے کی خبر کو اپنی نارسائی سے کیسے جھٹلا سکتے ہیں ہر موبائل فون اور ٹی وی استعمال کرنے والوں نے نہ خلائی سٹیلائٹس کو اور نہ ہی اندر سے ٹی وی اسٹیشنز کو اور نہ ہی ٹی وی اور موبائل فون میں گھسنے والی لہروں کو دیکھا ہے مگر اِن چیزوں کے خالق، انسان کی گواہی پر لوگ خلائی سٹیلائٹس اور ٹی وی اسٹیشنز کی موجودگی اور اِن کے اندر ہونے والی کارروائیوں پر یقین رکھتے ہیں اور اُن کے بارے میں اُن کو دیکھنے والے تھرڈ کلاس راویوں کی روایت پر یقین رکھتے ہیں، کیا عقل یہ مطالبہ نہیں کرتی

کہ خالقِ کائنات کی بات، رسولِ اکرم محمد ﷺ بن عبداللہ کی بات اور صحابہ اکرامؓ کی بات اِن تھرڈ کلاس راویوں اور گمانات سے زیادہ یقینی ہے؟

تاریخ و نجوم کی کتب میں شق القمر کا تذکرہ کیوں نہیں ہے؟

نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے اعلان کیا ہو کہ آج رات چاند دو ٹکڑے ہو گا، دیکھنے کے خواہش مند آسمان پر نگاہ رکھیں جیسا کہ آج کل کے زمانے میں کسی خاص سیارے کے زمین کے قریب سے گزرنے یا چاند یا سورج گرہن کی اطلاع پہلے ہی سے ساری دنیا کو معلوم ہو جاتی ہے اور اُس معین وقت پر دنیا بھر کی نگاہیں آسمان پر لگی ہوتی ہیں۔ جب شق القمر کا واقعہ ہوا تو اس سے کوئی دھماکا نہیں ہوا تھا یا کم از کم زمین پر نہیں سُنائی دیا گیا تھا کہ لوگوں کی توجہ خود بخود شق القمر کی طرف چلی جاتی۔ آج سے ڈیڑھ ہزار قبل دورِ حاضر کی مانند علوم کی تنظیم نہیں تھی اور نہ ہی عِلم کی پیدایش کی طرف اتنی توجہ تھی جتنی آج ہے، نہ ہی آج جیسی یونیورسٹیاں اور لائبریریاں تھیں۔ تاریخ نگاری کے اصول اور فن بھی اتنے مرتب اور مربوط نہ تھے کہ جن لوگوں نے شق القمر کو دیکھا ہوتا وہ اسے ثبت کر لیتے اور کسی مؤرخ کے پاس یہ شہادتیں جمع ہوتیں اور وہ پروفیسر بننے کے چکر میں کسی سہ ماہی یا سالانہ شائع ہونے والے تاریخ کے کسی جرنل میں ریسرچ پیپر [تحقیقی مقالہ] شائع کر دیتا، پھر یہ واقعہ کتابوں میں درج ہوتا چلا آتا۔ لٹریچر میں اس کے تذکرے میں اِن سارے موانع کے باوجود مالا بار کی تاریخوں میں یہ ذکر آیا ہے کہ اس رات وہاں کے ایک راجہ نے یہ منظر دیکھا تھا۔

یہ سوال کہ عِلمِ نجوم کی کتابوں اور جنتریوں میں تو اس کا ذکر کیوں نہیں آیا؟ تو یہ تو اس وقت ہوتا جب چاند کی رفتار، اور اس کی گردش کے راستے، اور اس کے طلوع و غروب کے اوقات میں اس انشقاق سے کوئی فرق واقع ہوا ہوتا۔ یہ معاملات چوں کہ ہوئے ہی نہیں اس لیے اُس وقت کے علمائے نجوم، چاند میں یا چاند پر کسی تبدیلی پر شبہے کا شکار نہیں ہو سکے، جس طرح بسا اوقات ہماری رصد گاہیں ہمیں سمندر کی تہوں میں بڑے زلزلوں کی اطلاع دیتی ہیں مگر چوں کہ کوئی سونامی آتی ہی نہیں اس لیے عام انسان اِن تباہ کن زلزلوں سے بے خبر رہتا ہے۔

اس واقعہ سے پروردگار عالم کا مقصود کیا تھا؟

اس واقعہ سے پروردگارِ عالم کا مقصود کیا تھا؟ ظاہر ہے یہ بات اللہ تعالیٰ ہی بتا سکتے ہیں، اِس واقعے پر تبصرہ

کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سُوْرَۃُ الْقَمَر میں فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَ انۡشَقَّ الۡقَمَرُ ﴿۵۴:۱﴾ وَ اِنۡ یَّرَوۡا اٰیَۃً یُّعۡرِضُوۡا وَ یَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ ﴿۵۴:۲﴾ وَ کَذَّبُوۡا وَ اتَّبَعُوۡۤا اَہۡوَآءَہُمۡ وَ کُلُّ اَمۡرٍ مُّسۡتَقِرٌّ ﴿۵۴:۳﴾

قیامت کی گھڑی قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ مگر ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں منہ موڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو چلتا ہوا جادو ہے۔ انہوں نے (اس کو بھی) جھٹلا دیا اور اپنی خواہشات نفس ہی کی پیروی کی۔ ہر معاملہ کو آخر کار ایک انجام پر پہنچ کر رہنا ہے۔........................... تفہیم القرآن

یعنی چاند کا پھٹ جانا اس بات کی علامت ہے کہ وہ قیامت کی گھڑی، جس کے آنے کی تم لوگوں کو خبر دی جاتی رہی ہے، قریب آ لگی ہے اور اس کائنات کے نظام کے ٹوٹنے پھوٹنے کا آغاز ہو گیا ہے۔ انسانی آنکھ کو نظر آنے والے اجرامِ فلکی میں سورج کے بعد چاند دوسرے نمبر پر عظیم ترین کرہ ہے، اِس کا شق ہو کر [پھٹ کر] دو ٹکڑے ہو جانا نبی ﷺ کی اس خبر یا دعوے کا کھُلا ثبوت ہے کہ جس آخرت کا تم سے ذکر کیا جاتا ہے اُس کے واقع ہونے کا امکان ہے، جس کو تم بعید از عقل کہتے ہو، کہ جب آنکھ سے دیکھی جانے والی کائنات میں دوسری سب سے بڑی چیز پھٹ سکتی ہے تو پھر ایک روز زمین بھی پھٹ سکتی ہے، سیاروں اور ستاروں کے مدار [وہ متعین راستے (orbits) جن پر وہ محوِ سفر رہتے ہیں] تبدیل ہو سکتے ہیں اور پھر نظام ہائے شمسی میں تمام اجرامِ فلکی کے ایک دوسرے سے ٹکرانے سے افلاک میں ایک عظیم اودھم مچنے کا امکان ہے، جس کے بعد کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو سکتا ہے، سمندر بھاپ بن کر اُڑ سکتے ہیں اور پانی کے مالیکیول ٹوٹ ٹوٹ کر ہائیڈروجن کے انتہائی متعامل (nascent) بادل پیدا کر سکتے ہیں اور زبردست توانائی ہائڈروجن کے ایٹموں کے پروٹونز کو توڑ کر کھرب ہا کھرب ہائیڈروجن بموں کے نہ ختم ہونے والے انفجار و انفطار (nuclear explosion cycle) سے پہاڑوں کو پگھلا کر ہزاروں لاکھوں درجے سینٹی گریڈ پر لاوا پہنچے تو سورج سمیت ہر چیز بھسم ہو سکتی ہے اور روئی جیسے گالے بن کر اُڑ سکتی ہے۔ جب قیامت واقع ہو گی تو اس زمین پر کوئی چیز ایسی نہیں جو اُس کو برداشت کر سکے اور فنا ہونے سے محفوظ رہ سکے۔ اللہ کا پیغمبر ﷺ تو گزشتہ آٹھ سال سے خالقِ کائنات کی جانب سے نازل ہونے والی آیات سے ڈرا رہا تھا، پے بہ پے اُس نے اپنی آیات بھیجیں، آخرت کے قایم ہونے کا نقشہ اِس اثر انگیزی کے ساتھ کھینچا کہ قلبِ سلیم پگھل پگھل جائے۔ سیرت کے مطالعے کا حق ادا نہیں ہو سکتا کہ اگر اس مرحلے پر ذرا اُن آیات میں سے چند کو دہرانہ لیا جائے۔

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۹۹:۱﴾ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ﴿۹۹:۲﴾ وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿۹۹:۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ﴿۹۹:۴﴾ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ﴿۹۹:۵﴾ [سُوْرَةُ الزِّلْزَال]

جب زمین اپنی پُوری شدّت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی، اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی، اور انسان کہے گا کہ یہ اِس کو کیا ہو رہا ہے، اُس روز وہ اپنے حالات بیان کرے گی، کیوں کہ تیرے ربّ نے اُسے حکم دیا ہو گا۔

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ﴿۸۴:۱﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۸۴:۲﴾ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ﴿۸۴:۳﴾ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ﴿۸۴:۴﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۸۴:۵﴾ [سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاق]

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے ربّ کے فرمان کی تعمیل کرے گا اور اُس کے لیے حق یہی ہے (کہ اپنے ربّ کا حکم مانے)۔ اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اُسے باہر پھینک کر خالی ہو جائے گی اور اپنے ربّ کے حکم کی تعمیل کرے گی اور اُس کے لیے حق یہی ہے۔

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۷۸:۱﴾ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ﴿۷۸:۲﴾ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ﴿۷۸:۳﴾ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ﴿۷۸:۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ﴿۷۸:۵﴾ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا ﴿۷۸:۶﴾ وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ﴿۷۸:۷﴾ وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا ﴿۷۸:۸﴾ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۷۸:۹﴾ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۷۸:۱۰﴾ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۷۸:۱۱﴾ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿۱۲﴾ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا ﴿۷۸:۱۴﴾ لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ﴿۷۸:۱۵﴾ وَجَنَّاتٍ أَلْفَافًا ﴿۷۸:۱۶﴾

یہ لوگ کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ کیا اُس بڑی خبر کے بارے میں جس کے متعلق یہ مختلف چہ میگوئیاں کرنے میں لگے ہوئے ہیں؟ ہر گز نہیں، عنقریب انھیں معلوم ہو جائے گا۔ ہاں، ہر گز نہیں، عنقریب انھیں معلوم ہو جائے گا۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا، اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا، اور تمھیں جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا، اور تمھاری نیند کو باعثِ سکون بنایا، اور رات کو پردہ پوش اور دن کو معاش کا وقت بنایا، اور تمھارے اوپر سات مضبوط آسمان قائم کیے، اور ایک نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا، اور بادلوں سے لگاتار بارش برسائی تاکہ اس کے ذریعہ سے غلّہ اور سبزی اور گھنے باغ اُگائیں؟

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ﴿٧٨:١٧﴾ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ﴿٧٨:١٨﴾ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴿٧٨:١٩﴾ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿٧٨:٢٠﴾ [سُوْرَةُ النَّبَا]

بے شک فیصلے کا دن ایک مقرر وقت ہے، جس روز صور میں پھونک مار دی جائے گی، تم فوج در فوج نکل آؤ گے۔ اور آسمان کھول دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا، اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ﴿٨٢:١﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ﴿٨٢:٢﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٨٢:٣﴾ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ﴿٨٢:٤﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ﴿٨٢:٥﴾ [سُوْرَةُ الْاِنْفِطَار]

جب آسمان پھٹ جائے گا، اور جب تارے بکھر جائیں گے، اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے، اور جب قبریں کھول دی جائیں گی، اُس وقت ہر شخص کو اُس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿٨١:١﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ﴿٨١:٢﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿٨١:٣﴾ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٨١:٤﴾ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٨١:٥﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٨١:٦﴾ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٨١:٧﴾ [سُوْرَةُ التَّكْوِيْر]

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا، اور جب تارے بکھر جائیں گے، اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے، اور جب دس مہینے کی حاملہ اُونٹنیاں اپنے حال پر چھوڑ دی جائیں گی، اور جب جنگلی جانور سمیٹ کر اکٹھے کر دیے جائیں گے، اور جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے۔

الْقَارِعَةُ ﴿١٠١:١﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿١٠١:٢﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿١٠١:٣﴾ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ﴿١٠١:٤﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ ﴿١٠١:٥﴾ [سُوْرَةُ الْقَارِعَة]

عظیم حادثہ! کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟ تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے؟ وہ دن جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ رنگ برنگ کے دُھنکے ہوئے اُون کی طرح ہوں گے۔

ہاں، اللہ کا پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تو گزشتہ آٹھ سال سے خالقِ کائنات کی جانب سے نازل ہونے والی آیات سے ڈرا رہا تھا۔ کم بخت منکرین ڈرتے ہی نہ تھے، سواُن کے لیے آنکھوں سے نظر آنے والے، ماہِ کامل کو دو نیم دکھا کر ایک نشانی آ گئی، لیکن وہ نشانی صرف اُس وقت کے ابو جہل، عتبہ اور شیبہ ہی کے لیے نہیں تھی، منکرین آج بھی نہیں ڈرتے، کوئی کیا نہ ڈرے، جاہلیت کے مارے کلمہ گو ابو جہل بھی نہیں ڈرتے، ہے کوئی فرد یا گروہ جو بے روزگاری، لوڈشیڈنگ اور علاقائی مسائل کے بجائے آخرت سے ڈرائے!!

چاند کا دو نیم ہونا اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتمامِ حجت کا اشارہ ہے

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گزشتہ آٹھ سال سے اپنی قوم کو ڈرا رہے تھے، یہ ڈراوا آخرت کا بھی تھا اور نبیوں کے قصّے سنا کر اُن عذابوں سے بھی تھا جو اللہ کے پیغمبروں کی بات پر کان نہ دھرنے کے جرم میں منکرین پر ٹوٹتا رہا تھا ۔ منکرین پر نازل ہونے والا عذاب تو دنیا میں لازماً اُس قوم پر آ کے رہتا ہے جو رسول کے ڈراوے کو مذاق گمان کرتی اور اُس کی تکذیب پر ڈٹ جاتی ہے۔ دنیا کا عذاب تو دراصل آخرت میں پیش آنے والے عذاب کا ایک پیش خیمہ ہوتا ہے، دنیا میں منکرین پکڑے تو درحقیقت آخرت کے عذاب ہی کے لیے جاتے ہیں۔ یہ دونوں عذاب درحقیقت ایک ہی ہوتے ہیں، دیکھنے والی آنکھیں تو آثارِ قدیمہ میں صرف آغاز یا تمہید کی تاریخی دستاویز کو دیکھ سکتی ہیں خاتمے کے مناظر تو اللہ کی کتاب میں ملتے ہیں اور وہ بھی صرف اُتنے جتنے کہ ایک انسانی زبان کی لغت اور ذہنِ انسانی اُس کے ادراک کا متحمل ہو سکتا ہے، ورنہ سچی بات یہ ہے کہ وہاں کے معاملاتِ ثواب و عذاب کا تو معاملہ یہ ہے کہ **مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ** ۔ چشمِ تصوّر میں ذرا سن آٹھ نبوی میں پہنچ جائیے اور پھر آگے بڑھ کر [ہاں یہی راستہ ہے آج کل یہاں سرنگ بنی ہے جو حاجیوں کو مکہ سے منیٰ تک لے جاتی ہے] نبی اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے پیچھے منیٰ تک آ جائیے جہاں چاند دو ٹکڑے ہو کر ایک پہاڑی کے ایک جانب اور دوسرا، دوسری جانب پہنچ گیا ہے۔ منکرین پر عذاب کے اس فہم کے ساتھ جب آپ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعوتِ دینِ توحید کے اس آٹھویں سال کے مرحلے پر غور کریں گے تو یہ جان جائیں گے جب محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حرا کی پہاڑی سے اُتر کر شہر میں آ گئے تھے، اہلِ مکہ کے لیے فیصلے کی گھڑی سر پر آ گئی تھی یہی وہ '**اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ**' تھی کہ منکرین کے کان جس کے ادراک سے کتراتے تھے، اب اللہ نے اُن کی آنکھوں کو موقع دیا ہے کہ شق القمر، سر کی آنکھوں سے دیکھیں، سمجھنا چاہیں تو سمجھیں ورنہ جائیں جہنم میں ! .... جہنم کا تو پیٹ ہی نہیں بھرتا، وہ منکرین کو ہڑپ کر کر کے پکارتی ہے **هل من**

مزید!! شاید کہ اہلِ مکہ کی عقل میں آئے، شاید کہ اِن سطور کے قارئین [اور راقم] کو اُس وقت کے حالات کا صحیح ادراک ہو اور وہ اپنے وقت کے حالات کے لیے کچھ سیرت النبی ﷺ سے اخذ کر سکیں!

غور کرنے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ پچھلے سال اوائل ہی میں یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی تھی: 'سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ ' (حٰمٓ السجدہ ۵۳) اے محمدؐ! جلد ہی ہم تمھارے ان لوگوں کو آفاق میں اور خود ان کے اپنے نفوس میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ یہ قرآن بالکل حق ہے۔

اس آیت میں کیے گئے وعدے کے تناظر میں 'وَانشَقَّ الْقَمَرُ'۔ من جملہ دوسری نشانیوں کے قرآن کے منکرین کے لیے وعدہ عذاب کی حقانیت پر ایک نشانی ہے۔ پچھلے سال اللہ رب العالمین نے اتمامِ حجت کو بڑی تفصیل سے نازل ہونے والی آیات میں واضح کیا اور اب جیسے بارش تُلی کھڑی ہو، عذاب کی گھڑی کے قریب آنے کی اطلاع دی جا رہی ہے وہ بھی صرف کانوں کو نہیں سر کی آنکھوں کو۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی نشانیاں جو آخرت اور یومِ جزا پر بھی دلالت کرتی ہیں، زمین و آسمان کے چپہ چپہ پر موجود ہیں اور انسان نوع بہ نوع طریقوں سے واقع ہونے والی نئی نئی نشانیوں کا مشاہدہ بھی کرتا رہتا ہے۔ رسولوں کی دعوت کے زمانے میں اللہ تعالیٰ خاص طور پر ایسی نشانیاں دکھاتے ہیں جس سے رسول کی حقانیت اور اُس کے ڈراووں کی صداقت ہر فرد و بشر کے ضمیر پر بالکل واضح ہو جاتی ہے، کوئی بھی غلط فہمی میں یا اتمامِ حجت کے بغیر جہنم کا چارہ نہ بنے، یوں رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور منکرین کے لیے دنیا اور آخرت میں عذاب کی دھمکیوں کی تائید چاند کے پھٹنے کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

☆☆☆☆☆

مکۃ المکرمہ کی ۲۰۱۷ء میں لی گئی ایک سیٹلائٹ تصویر میں شعب بنو ہاشم یا شعب علی [شعبِ ابی طالب] اور شعب عامر

۱ .... بیت اللہ، کعبۃ اللہ، حرم

۲ .... صفا

۳ .... مروہ

۴ .... مسعیٰ؛ سعی کی جگہ

۵ .... وضو اور طہارت خانے، مشہور ہے کہ دورِ نبوت میں یہاں کسی جگہ ابو جہل کا گھر تھا، واللہ اعلم

۶ .... ابو قبیس نامی قدیم پہاڑ جن پر شاہی محل اور سوق اللیل ہے، باقی ہموار کر کے حرم کا عقبی فرش بنا دیا گیا

۷ .... مولد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، یعنی آپ ﷺ کی جائے پیدائش، جہاں اب مکتبہ مکۃ المکرمہ ہے

۸ .... لکیروں کے درمیان آیا ہوا مثلث رقبہ شعب علی اور شعب عامر کا ہے اسی میں حجون، قبرستان بھی ہے